لاش باہر نکلیں جو کہ خوف، بھوک و پیاس، گرمی، سفر کی صعوبتوں اور دم گھٹنے سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو گئے تھے۔ ان تمام لاشوں کو ایک ویران کنوئیں میں پھنکوا دیا گیا۔ ایک بیمار سپاہی کو جو میدان تک نہیں پہونچ سکتا تھا وعدہ معاف گواہ بنایا گیا اور اس کی نشاندہی پر ۴۱ باغیوں کو مزید دیہاتوں سے تلاش کروا کر لاہور بھیجا گیا تاکہ دوسرے فوجیوں کے سامنے اسے توپ سے باندھ کر اڑا دیا جاسکے۔ (۳۵) کوپر نے اپنی اس سنگدلی کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے انگریزی حکومت کے قیام واستحکام کے لئے ضروری قرار دیا کہ اس طرح ۲۶ ویں رجمنٹ کو واقعی سزا دی گئی تاکہ دوسرے رجمنٹ کے فوجی عبرت حاصل کریں اور اجنالہ (امرتسر) کا کنواں بھی شہرت کا باعث ہے۔ (۳۶)

لفٹنٹ رابرٹس نے برطانیہ میں مقیم اپنی ماں کے نام ایک خط میں تحریر کیا ہے کہ "ہم لوگ پشاور سے جہلم پاپیادہ سفر کرتے ہوئے پہونچے اور راستہ میں کچھ کام بھی کرتے آئے یعنی باغیوں سے اسلحہ چھیننا اور انہیں پھانسیوں پر لٹکا دینا۔ توپ سے اڑا دینے کا جو طریقہ ہم نے ان پر استعمال کیا اس سے ہماری ہیبت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی۔ فوجی عدالت کے حکم سے فی الفور باغیوں کے سر قلم کر دئے جاتے ہیں اور یہی پالیسی اس وقت تمام چھاؤنیوں میں عمل میں لائی جا رہی ہے۔" (۳۷)

اس تحریک کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے ہندوستانیوں خاص طور پر مسلمانوں کو اس کے لئے سخت ترین سزائیں دیں کیونکہ وہی اپنی تعداد کے تناسب کے مقابلہ میں اس جنگ میں پیش پیش تھے۔ بقول منشی ذکاء اللہ، ایک انگریز افسر کا یہی دستور تھا کہ وہ ہر مسلمان کو باغی سمجھتا اور لوگوں سے پوچھتا کہ وہ ہندو ہے یا مسلمان اور جواب میں مسلمان سنتے ہی گولی مار دیتا۔ (۳۸) ایک انگریز مصنف ہنری منڈ کے لفظوں میں گرچہ اس بغاوت کا آغاز سپاہیوں سے ہوا تھا لیکن در اصل اسلامی بغاوت تھی۔ (۳۹) اس طرح مسلمان باغی کے مترادف قرار دئے گئے خاندان کے خاندان قتل کروادئے گئے۔ محلے کے محلے ویران کر کے چٹیل میدان بنادئے گئے ان کی مسجدوں، مقبروں، اور مزاروں کو بھی نہیں بخشا گیا۔ تین ہزار سے زائد تعداد کو جلاوطن کر کے دریائے شور یعنی کالاپانی کی سزا سنائی گئی۔ لاکھوں لوگوں کو سرسری سماعت کے بعد پھانسی دے دی گئی۔

تقریباً ۵ لاکھ اس ہنگامہ کی نذر ہوئے۔ ہندوستان کی سرزمین پر مسلمانوں کا جینا محال کر دیا گیا۔ ان کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں یا برباد کر دی گئیں، ان کی غیر منقولہ جائداد کا ۳۵ فیصد بطور تعزیری جرمانہ وصول کیا گیا جبکہ ہندوؤں سے صرف دس فیصد لیا جاتا۔ ان سے چلتی جنگ تک کا بدلہ لیا گیا ان کے اوقاف ضبط کر لئے گئے اور عزت کے ساتھ زندگی گذارنے کے تمام وسیلے ان سے چھین لئے گئے ہندو اور مسلمانوں کے درمیان اختلافات کی خلیج کو مزید وسیع کرنے کے لئے پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی اپنائی گئی جس کے اثرات آج بھی ہمارے سماج میں موجود ہیں۔

(حواشی)

۲۳۔ احمد سجاد۔ شیخ بھکاری کے نام کا استحصال کب تک روزنامہ فاروقی تنظیم ص ۳۔ رانچی ۱۹ اگست ۹۵ء

۲۴۔ اکسفورڈ تاریخ ہند۔ (دہلی، ۱۹۶۰ء) ص ۷۲۳

۲۵۔ انگلینڈ ٹائمس ۲۵ اگست ۱۸۵۸ء حوالہ اقبال حسن خان۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن۔ (علی گڑھ ۱۹۷۰ء) ص ۴۵

۲۶۔ ایڈورڈ ٹامسن ایضاً ص ۴۵

۲۷۔ سید کمال الدین حیدر۔ قیصر التواریخ افسانہ غم (دہلی ۱۸۹۶ء) ص ۲۸۔ ۲۹

۲۸۔ منشی ذکاء اللہ دہلوی۔ تاریخ ہند (دہلی، ۱۹۰۳ء) ص ۶۳۶

۲۹۔ مارلیش مین۔ انڈین ہسٹری ص ۱۰۔

۳۰۔ خواجہ حسن نظامی۔ دہلی کی جان کنی۔ طبع چہارم (دہلی ۱۹۶۴ء) ص ۶۱

۳۱۔ چیلین۔ دی بیج آف دہلی ص ۱۰۳

۳۲۔ الطاف حسین حالی۔ حیات جاوید۔ (نئی دہلی ۱۹۷۹ء) ص ۸۲۵

۳۳۔ محمود عباسی۔ تاریخ امروہہ۔ جلد اول (مرادآباد ۱۹۶۱ء) ص ۷۸

۳۴۔ ایڈورڈ ٹامسن ایضاً ص ۴۴

۳۵۔ ایضاً ص ۵۱ تا ۵۷

۳۶۔ ایضاً ص ۵۸

۳۷۔ ایضاً ص ۴۴

۳۸۔ ابوالحسن علی ندوی۔ ہندوستانی مسلمان (لکھنؤ ۱۹۷۵ء) ص ۱۴۵

۳۹۔ منشی ذکاء اللہ۔ عروج سلطنت انگلشیہ جلد دوم ص ۷۱۱

ضلع میرٹھ کی اجمالی تاریخ

قاری محمد احمد انصاری ایم اے (مدرس جامعہ نور الاسلام میرٹھ)

گنگا و جمنا کے پلیٹو پر مشہور تاریخی شہر میرٹھ، اپنی ادبی، سیاسی اور سماجی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ معروف شہر مرکز ہند دہلی سے لگ بھگ ۶۸ کلو میٹر شمال مشرق میں واقع ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ مائی دت کا کھیڑہ ہے۔ اس کی بیٹی مندو دری راجہ راون سے بیاہی تھی۔ پہلے یہ قلعہ تھا اور شہر ڈیگی تھا جو میرٹھ سے لگ بھگ ۲½ کلو میٹر مشرق میں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ اب یہ گاؤں شہر کی آبادی میں ضم ہو چکا ہے۔

ہندوؤں کی تاریخی کتاب، مہابھارت سے یہ علم ہوتا ہے سوریہ ونشی و چندر ونشی خانوادوں میں چندر ونشی خاندان کی چھبیس ویں (۲۶) پشت کے راجہ ہستی نے دریائے گنگا کے کنارے ہستناپور نامی ایک بڑا شہر بسایا تھا۔ جو آجکل اپنی تاریخی حیثیت کے ثبوت کی شکل میں موجود ہے۔ اس عہد کا صرف ایک جین مندر اور ایک کنواں ہے۔ موجودہ مندر اور دھرم شالائیں بعد کی تعمیرات ہیں۔ ہستناپور میں بھیشم پتامہ کی زیر نگرانی پانچ پانڈوؤں اور سو کوروؤں نے ایک ساتھ پرورش پائی تھی۔ اس دوران ان میں باہم دشمنی ہو گئی۔ پانڈوؤں کو ہستناپور چھوڑ کر برونات جس کو آج کل برناوہ (ضلع میرٹھ) یا برن موجودہ بلند شہر یا لکشاگر (ضلع الہ آباد) ان میں سے جاہے جو بھی ہو، جانا پڑا۔ مگر وہاں بھی دریودھن کے اغوا سے ان کو جلا کر مار ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن وہ وہاں سے صحیح سلامت نکل کر جنگلوں میں کچھ دن پریشان پھرتے رہے۔ انہیں دنوں دروپدی کا سوئمبر ہوا۔ یہ پانچوں پانڈوؤں جو آپس میں بھائی تھے وہاں جانکلے، اور ارجن سے دروپدی کی شادی ہو گئی۔ جب کوروؤں کو ان کا حال معلوم ہوا تو تب باہمی صلح نامہ اس طرح قرار پایا کہ جمنا کا مغربی کنارے والا حصہ پانڈوؤں کو دیا جائے یہی وہ زمانہ ہے جب مائی دت کی مدد سے پانڈوؤں نے اندرپرست[1] (پرانی دہلی) کو آباد کیا۔ اور راج سوئیہ کیا۔ ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ

---

[1] عجائب الاسفار المعروف بہ سفرنامہ ابن بطوطہ فصل نمبر ا بعنوان شہر دہلی اور اس کی فصیل ص ۲۲، ۲۳، ۲۴ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میرٹھ دہلی سے پہلے آباد ہوا۔

مائی ہوت کی اعانت سے پانڈووں کا اندر پرست پر راج سو یگیہ دیکھ کر دریودھن حسد سے اور بھی جل گیا اور پانڈووں کو جوا کھیلنے کے لئے ہستنہ پور بلایا۔ پانڈو جوا ہار کر بارہ ۱۲ سال کے لئے بن چلے گئے اور آخری سال پوشیدہ رہ کر راجہ براٹ کے یہاں نام اور کام بدل کر گزارا۔ جب تیرہ سال مکمل ہوئے تو پانڈووں نے سری کرشن کی معرفت اپنا راج طلب کیا تو دریودھن نے صاف انکار کر دیا۔ جس کا نتیجہ مہابھارت کی جنگ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس جنگ میں تمام کورو مارے گئے۔ اور یدھشٹر ہستناپور کا راجہ ہوا۔ یہ جنگ اب سے تقریباً پانچ ہزار برس پہلے کروکشیتر کے میدان میں ہوئی تھی۔

اسی خاندان میں ایک راجہ پریکشت نامی ہوا۔ جس نے پریکشت گڑھ میں ایک قلعہ بنایا۔ اس راجہ کے بعد یہ سلطنت کمزور ہو گئی۔ اور ہستناپور گنگا میں باڑھ آنے کی وجہ سے نیست و نابود ہو گیا، لگ بھگ چار ہزار برس تک ضلع میرٹھ کا زرخیز علاقہ بودھ اور ہندو راجاؤں کے قبضہ میں رہا۔ اس زمانے کے باقیات میں اب کچھ بھی موجود نہیں۔ ہستناپور کے راجاؤں کے زمانے میں گنگا کے کنارے پشپاوٹی میں ایک عمدہ خوبصورت باغ تھا جس کو آج کل پوٹھ یا پوٹھا کہتے ہیں۔

گیارہویں صدی عیسوی میں ضلع میرٹھ کا کچھ حصہ برن (بلند شہر) کے راجہ ہردت رائے کے قبضہ میں تھا۔ جس نے قصبہ ہاپوڑ آباد کیا اور ایک قلعہ ہاپوڑ میں بنایا، اس کے بعد اس نے

بقیہ: حاشیہ صفحہ گذشتہ

سے معلوم ہوتا ہے کہ دہلی مختلف آبادیوں کا مجموعہ ہے۔ ا۔ پرانے ہندوؤں کا شہر جس کا نام اندرپرست تھا۔ ۲۔ شہر سیری جو کہ دارالخلافہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس میں غیاث الدین خلیفہ مستنصر العباسی کے پوتے قیام پذیر تھے، اور سلطان علاء الدین اور قطب الدین نے بھی اس آبادی کو اپنا مستقر بنایا۔ ۳۔ تغلق آباد اس کو غیاث الدین تغلق نے آباد کیا تھا۔ ۴ شہر جہاں پناہ اس میں سلطان محمد شاہ تغلق بادشاہ رہتا تھا۔ اسی طرح دہلی کے باہر مسعود آباد، و پالم گاؤں آبادیوں کے نام ملتے ہیں، پالم گاؤں آج تک پالم ہوائی اڈے کے نام سے مشہور ہے۔ بعدہ شاہ جہاں آباد جس کو شاہ جہاں بادشاہ نے آباد کیا تھا، لال قلعہ دہلی و شاہی جامع مسجد اس بادشاہ کی یادگار ہیں ان تمام آبادیوں کے مجموعے کا نام دہلی پڑا، جو کہ سیکولر ہندوستان کی عظمت کا نشان ہیں۔ آزادی کے بعد دہلی کی بڑھتی آبادی کے پیش نظر نئی دہلی و پرانی دہلی، زبانی طور پر تقسیم ہو گئی۔ نوئیڈا، اوکھلا گاؤں راج پتھ، کناٹ پیلس، وغیرہ آبادیاں نئی دہلی کے نام سے پکاری جاتی ہیں، باعتبار حلقہ و آبادی دہلی ترقی کر کے ایک صوبے کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے شاید دہلی کا پرانا قلعہ انگ پال کا تھا۔

میرٹھ فتح کیااور یہاں پر ایک بڑا مضبوط قلعہ تعمیر کرلیا۔

تاریخ فرشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمود غزنوی نے اپنے نویں حملہ کے وقت میرٹھ پر ۱۰۱۷ء میں حملہ کر کے ہر دت رائے سے بہت سارو پیہ وصول کیا تھا۔ مورخین کی اس ذیل میں مختلف آرا ہیں۔ اگرچہ ۴۰۹ھ ۱۰۱۹ء میں سلطان محمود غزنوی کے وزیر احمد میمندی نے یہاں ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کرائی تھی۔

بے شک مسلمانوں کے حملے کا تعلق قطب الدین ایبک ۱۱۹۳ء کے بعد سے ہے جس نے ۵۹۴ھ میں حضرت سید سالار مسعود غازیؒ عرف بالے میاں کی یاد میں ایک خانقاہ بنوائی۔ جو ہاپوڑ روڈ اور گڑھ روڈ کے بیچ واقع ہے۔ یہ جگہ نوچندی گراونڈ کے نام سے مشہور ہے۔ قطب الدین ایبک کے حملے کا تعلق رائے پتھورا المعروف بہ پرتھوی راج چوہان کی شکست کے بعد ہوا تھا۔ یہ محمد بن اسلام (شہاب الدین محمد غوری) کا غلام اور جنرل تھا۔ اس نے میرٹھ کے قلعہ پر جو اس وقت اپنی ظاہری بناوٹ، پختہ بنیاد، اور گہری خندق کی وجہ سے ہندوستان بھر میں مشہور تھا قبضہ کرلیا۔ آج بھی اس قلعہ کے باقیات و آثار موجود ہیں۔ میرٹھ کے عوام اس کو "کوٹ" کے نام سے جانتے ہیں۔ گڑھ مکتیشر کی ایک تاریخی مسجد کے کتبہ پر لکھا ہے۔ کہ یہ عمارت غیاث الدین بلبن نے ۱۲۸۳ء میں بنوائی۔ ۱۳۸۹ء میں میرٹھ کے اسی قلعہ میں محمد شاہ نے اپنے دشمن ابو بکر کو قید کیا تھا جو اسی میں فوت ہو گیا۔

تیمور لنگ نے جب ۱۳۹۸ء میں ہندوستان پر حملہ کیا تو وہ اپنے پیش رو حملہ آوروں کی طرح کول نامی جگہ کو فتح کرتا ہوا میرٹھ آیا۔ ممالک متحدہ میں میرٹھ ہی وہ پہلی جگہ تھی جہاں اس نے بہت سے غلاموں کو قتل کیا۔ اور میرٹھ والوں کو بہت نقصان پہونچایا۔ اس کے بعد اس نے لونی کا قلعہ فتح کیا۔

پھر میرٹھ سلطان ناصر الدین نصرت شاہ التمش کا صدر مقام مارچ ۱۳۹۹ء میں قرار پایا۔ اس نے ۴۰۹ھ میں سلطان محمود غزنوی کے وزیر احمد میمندی کی تعمیر کردہ چھوٹی مسجد کو جامع مسجد میں بدل دیا جو آج بھی شاہی جامع مسجد کے نام سے پرانی تحصیل کے متصل اپنے بنانے والوں کے اخلاص وللہیت کا مظہر ہے، اس مسجد کی تعمیر ناصر الدین نصرت شاہ التمش نے ۷۶۴ھ میں

کرائی تھی اس کے بعد میرٹھ لودیوں کے قبضہ میں آگیا۔ بعد میں مغلوں کی حکومت کے وقت جب دہلی دارالسلطنت تھی تو ان بادشاہوں نے بے شمار سیر و تفریح کے لئے باغات اور شکار گاہیں پرگنہ لونی میں قائم کیں۔ ۱۷۴۸ء کے بعد غازی الدین نے ایک خوبصورت باغ کی جگہ غازی آباد آباد کیا۔ پہلے یہ ضلع میرٹھ کا حصہ تھا۔ اب الگ ضلع بن گیا ہے۔ ۱۱۰۸ھ میں میرٹھ میں نواب خیر اندیش خاں نے ایک قلعہ مرکز انجینیر کے نام سے تعمیر کرایا۔ جس کے عالی شان دروازے میں آج بھی پٹیل نگر تھانہ موجود ہے۔ اس قلعہ میں شیش محل، پائیں باغ، فوارہ وغیرہ ۱۹۳۸ء تک موجود تھے۔ یہ عمارتی سلسلہ اپنے وقت میں کمبوہ گیٹ (موجودہ پرانا گھنٹہ گھر) تک تھا، شیش محل کے نام سے یہاں ایک آبادی موجود ہے، کہا جاتا ہے کہ اسی جگہ شیش محل تھا، خیر نگر بازار میں مسجد خیر المساجد والمعابد بڑی عالی شان مسجد ہے، جو ۱۱۰۳ھ میں نواب صاحب مذکور نے تعمیر کرائی تھی۔ جو اب تبلیغی مرکز کے نام سے جانی جاتی ہے۔

ایک فرانسیسی سپہ سالار جس کا نام رنارڈیار ینالڈ تھا۔ اپنے صدر مقام سردھنہ میں سمرو صاحب کے نام سے مشہور ہوا۔ ۱۷۸۶ء میں رینالڈ کی وفات کے بعد اس کے جائیداد اس کی بیوہ کے ہاتھ میں پہونچی، جو سمرو صاحب کی بیگم کے نام سے معروف ہوئی۔ بیگم مذکورہ نے ایک نہایت خوبصورت گرجا بنوایا جس کو دیکھنے کے لئے ہند اور بیرون ہند سے لا تعداد لوگ آتے ہیں۔ یہ عورت اسد اللہ خاں کی بیٹی تھی جو عربی نسل سے تھا اور کوتانہ میں رہتا تھا۔

اس کے بعد ۱۷۹۵ء میں یہ ضلع مرہٹوں کے قبضہ میں آیا۔ مرہٹوں نے بھی اپنی خون آشام تلواروں سے سرزمین میرٹھ کو لالہ زار بنایا۔ مرہٹوں کے بعد یوں تو ہندوستان میں پرتگالی، و فرانسیسیوں نے بھی قدم جمانے کی کوشش کی مگر ان قوموں میں سکت نہ تھی، انگریز بھی آریائی و پرتگالی اور فرانسیسیوں کی طرح ہندوستان آیا۔ سرزمین میرٹھ پر بھی انگریز کی نظر پڑی، رابرٹ کلایو، ڈاکٹر باوسٹن، سرٹامس رو کے جانشین یہاں ایسے آئے کہ بغیر نکالے نہ گئے، لارڈ ہسٹنگز، لارڈ ڈلہوزی، لارڈ آک لینڈ، لارڈ امہرسٹ، لارڈ ویلزلی، لارڈ ولیم بینٹنگ، جیسے لوگوں کے دور سے گزرتا ہوا یہ انگریز لارڈ ماونٹ بیٹن کے دور میں گیا۔

آریائی قوم کی طرح انگریز اپنے آپ کو ہندوستانی ماحول میں گھلا ملا کر نہ رہ سکا جیسا کہ

آریائی، مغل، ترک، یہاں کے ہو کر رہ گئے، اور ہندوستان کو اپنا وطن تسلیم کیا۔ بڑھ چڑھ کر وطن عزیز کی تعمیر و ترقی میں اپنی قوتیں صرف کرتے رہے اور اسی سرزمین میں پیوند خاک ہوئے۔ انگریزوں کو نکالنا ہندوستانیوں کی بڑی مجبوری تھی۔

پورے ہندوستان پر قابض ہونے کے بعد سے لے کر ۱۸۵۷ء تک پوری تاریخ شاہد ہے کہ انگریزوں نے ہندوستانی لوگوں سے زندگی کے ہر میدان میں امتیاز برتا۔ حتیٰ کہ ملٹری فورس جیسے اہم شعبہ میں گورہ پلٹن و کالی پلٹن جیسے الفاظ انگریزوں سے ہندوستانی لوگوں میں امتیاز پیدا کرتے تھے۔ انگریز ہندوستانیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ جس نے ہندوستانی لوگوں کے اندر بغاوت کے جذبات پیدا کر دیے۔ منصوبہ بند طریقے سے چپاتیوں اور کنول کے پھولوں کی تقسیم، فوجی بھرتی میں سمندر پار جانے کی شرط، آٹے میں سور کی ہڈیوں کا برادہ یا راکھ ملانے کی افواہ، کارتوسوں میں چربی کا استعمال ان تمام باتوں نے مل کر جلتی پر تیل کا کام کیا۔

شمال ہندوستان کا تاریخی شہر میرٹھ اپنے جلو میں عظیم چھاونی رکھتا تھا، جس میں انگریزوں کا مضبوط توپ خانہ موجود تھا، ۳۱ر مئی بغاوت کے لئے طے پایا۔ مگر یہ لاوا ۱۰ر مئی بروز اتوار ۱۸۵۷ء کو ہی پھوٹ گیا، پھر کیا تھا، دہلی چلو، آخر کار ساری رات چلتے چلتے میرٹھ کی باغی فوج ۱۱ر مئی بروز پیر بوقت صبح دہلی پہونچ گئی، اور بہادر شاہ ظفر کو اپنا رہبر تسلیم کر لیا۔ مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ انجام کار جنگ آزادی کی یہ پہلی منصوبہ بند جنگ اپنی ناکامی پر اختتام پذیر ہوئی۔ ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو گاندھی جی کی رہنمائی میں آخر انگریزوں کی غلامی سے ہندوستان آزاد ہو گیا۔

آزادی کے بعد میرٹھ پچاس سالہ جشن آزادی میں اس شان سے داخل ہوا کہ میرٹھ میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جنھوں نے جنگ آزادی صرف ملک و ایمان بچانے کے لئے لڑی تھی ان میں سر فہرست شیخ طریقت الحاج مولانا حکیم محمد اسلام صاحب انصاری بانی و مؤسس جامعہ عربیہ نور الاسلام شاہ پیر گیٹ شہر میرٹھ، موصوف نے آزادی کے طلائی جشن پر کہا تھا" میں نے وطن آزاد کرانے کے لئے قربانی دی تھی، چوٹ کھائی تھی، حکومت کے خزانے سے پنشن پانے کے لئے نہیں، اس لئے آپ نے مجاہدین آزادی کی حکومتی فہرست میں اندراج نہیں کرلیا

جب کہ اس ادارے میں ایسے مجاہدین کا اندراج موجود ہے جن کو آج جنگ آزادی کی کچھ بھی معلومات نہیں، اور وہ کوشا ادھیکاری ضلع میرٹھ سے پنشن پاتے ہیں۔

آج ضلع میرٹھ میں صنعت کے اعتبار سے کھادی کپڑا، قینچیاں، باجا، چینی، ناخن کٹر، کٹلری کا سامان، دیسی صابن، اسپورٹس، کھیل کا سامان، لوہے کے پرزے، گیس کی ٹنکیاں، پورے ہندوستان میں مشہور ہیں، اگرچہ اور بھی صنعت وحرفت کے کام ضلع میرٹھ میں ترقی پر ہیں مثلاً کاغذ کا کام، گھڑی کا کام، اسپرنگ بنانے کا کام، ڈائی بنانے کا کام، فرنیچر کا کام، گوشت اور چمڑے کا کام وغیرہ۔ ہر کام تنظیم کے تحت ہوتے ہیں۔ یہاں ویاپار سنگھ نامی تنظیم بڑی متحرک اور فعال ہے۔

میرٹھ زبان وادب میں بھی کسی سے کم نہیں، اردو زبان وادب کی اہم ترین شخصیات یہاں پیدا ہوئیں، اسماعیل میرٹھی، رنج میرٹھی، مضطر میرٹھی، قلق میرٹھی، عبدالحق میرٹھی، حامد اللہ افسر میرٹھی، غلام محی الدین عشق میرٹھی، میاں یزدانی، شوکت میرٹھی، ندرت میرٹھی، عبدالسمیع بیدل رامپوری، مولوی اختر شاہ امروہوی، ماہر عروض ثروت میرٹھی، ماہر لسانیات امیر اللہ خان شاہین، بوم میرٹھی، شارق میرٹھی، آج بھی عبدالحفیظ صاحب حفیظ میرٹھی وڈاکٹر خالد حسین صاحب صدر شعبہ اردو، چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی میرٹھ زبان وادب اردو میں سرزمین میرٹھ کی نمائندگی کے لئے کافی ہیں۔

دینی تعلیم کے لئے یہاں اسلامی مدارس بھی موجود ہیں۔ جو اسلام کی ترویج واشاعت[۱] میں اہم ترین خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہاں پر لاتعداد اکیڈمیاں عصری علوم کے لئے موجود ہیں۔ ہائی اسکولس وانٹر کالج موجود ہیں، چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی میرٹھ کے تحت ڈگری کالج معیاری تعلیم دے رہے ہیں۔ یہاں کا میڈیکل کالج ہندوستان کے بہترین میڈیکل کالجوں میں شمار ہوتا ہے۔ ہزار ہا نرسنگ ہوم بیماروں کی صحت کے لئے جدوجہد میں مصروف عمل ہیں۔ لڑکیاں بھی تعلیم میں لڑکوں سے کم نہیں، لڑکیوں کے لئے الگ انٹر کالج وڈگری کالج موجود ہیں۔

---

[۱] ضلع میرٹھ میں دینی مکاتب ومدارس کی تاریخ بھی بڑی پرانی ہے۔ اسلامی مبلغین ۱۰۱۷ء سے ۱۰۲۰ء کے بیچ میرٹھ وارد ہوئے۔ ان مبلغین نے صرف تو مسلم حضرات کو بنیادی دینی معلومات بہم پہونچانے تک اسلامی تحریک کو محدود رکھا۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)